www.KitaboSunnat.com

مقالات

ڈاکٹر محمد افضل ربانی

منفلوطیؒ اور ان کی ادبی خدمات

(ایک تنقیدی جائزہ)

مصطفیٰ لطفی المنفلوطی ۷ جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ بمطابق جون ۱۸۷۶ء کو منفلوط [۱] میں پیدا ہوئے [۲]

احمد عبید نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۷ء بتائی ہے [۳] جبکہ عمر فروخ کے نزدیک آپ ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ [۴]

منفلوطی کی والدہ ترک تھیں، جبکہ آپ کے والد کا سلسلہ نسب حضرت حسین بن علیؓ سے جاملتا ہے، اس طرح آپ نیم ترک، نیم عرب تھے۔ [۵]

آپ کا خاندان زہد و تقویٰ اور علم و عرفان کے باعث نہایت معزز سمجھا جاتا تھا دو سو سال سے منفلوط کی سرداری آپ ہی کے خاندان میں چلی آرہی تھی۔ آپ کے چچا ابراہیم لطفی منفلوط میں چیف جج کے عہدہ پر فائز رہے جبکہ آپ کے والد محمد لطفی منفلوط میں جج تھے۔ [۶]

منفلوطی نے قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم مدرسہ جلال الدین السیوطی میں حاصل کی۔ یہ مدرسہ اُسیوط [۷] میں واقع تھا۔ ۱۱ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید یاد کرلیا۔ جب آپ کی عمر ۱۳ سال ہوئی تو آپ الازہر الشریف چلے گئے۔ اور دس سال تک عالم اسلام کی اس ممتاز درسگاہ میں مختلف جید علماء سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔ اسی دوران آپ کو مفتی محمد عبدہ [۸] کے حلقۂ درس میں شمولیت کے مواقع ملے۔ اس طرح آپ مفتی صاحب سے خوب مستفید ہوئے۔ [۹]

منفلوطی کے والد محمد لطفی کی تین بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے مصطفیٰ [۱۰] اور حسن پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے اپنی پہلی بیوی [۱۱] کو طلاق دے دی اور فاطمہ عثمان نامی ایک خاتون سے شادی کرلی۔ آپ کے سوتیلے بھائی ابوبکر، عمر اور عثمان انہی سے پیدا ہوئے۔ [۱۲] آپ کے والد نے تیسری شادی منفلوط کی ایک مالدار خاتون مسماۃ حمیدہ علی ابو النصر سے کی۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفلوطی کے بھائیوں میں حسن (سگے بھائی) منفلوط کے معروف سردار تھے۔ جبکہ سوتیلے بھائی ابوبکر جریدۃ الاتحاد کے چیف ایڈیٹر رہے۔ عُمر اوائلِ شباب میں فوت ہوگئے اور عثمان پیشہ معلمی سے منسلک رہے۔[13]

منفلوطی کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی آمنۃ بنت محمد ابوبکر الشیخ تھیں۔ یہ منفلوط ہی سے تھیں اور مالدار خاتون تھیں۔ ان سے منفلوطی کی تین بیٹیاں ذکیۃ، انیسۃ، نجیبۃ اور ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپ کی یہ اولاد بچپن میں فوت ہوگئی۔ آپ نے اپنے بیٹے کی وفات پر ایک المناک مقالہ بعنوان "الدفین الصغیر"[14] کے نام سے لکھا۔[15]

منفلوطی کی دوسری شادی قاہرہ میں ہوئی۔ دوسری بیوی سے آپ کے ہاں (بیٹے) حسن مصطفی لطفی اور احمد، (بیٹیاں) حسنات، قدریۃ، زینب اور محاسن پیدا ہوئیں۔[16]

منفلوطی بچپن ہی سے ادب کی طرف مائل تھے۔ آپ تاریخ، ادب، شعر و سخن اور سوانحِ حیات کی کتب کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے تعلیم کا آغاز مکتب سے کیا۔ اور تکمیل الازہر الشریف میں کی، خاندانی شرافت اور وجاہت کی بنا پر آپ کا دل تقویٰ اور خوفِ خدا سے معمور تھا۔ یہ امور اس بات کے متقاضی تھے کہ آپ اپنی توجہ صرف دینی علوم پر مرکوز کریں، لیکن آپ نے صرف لسانیات اور ادبیات کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ آپ اشعار یاد کرتے، عظیم ادباء کا کلام ضبط کرتے اور انہی کے طرز پر لکھنے کی کوشش کرتے۔ آپ کا یہ شغف روز بروز بڑھتا گیا۔ اُدباء میں بحتری، ابوتمام، متنبی اور شریف الرضی سے متاثر تھے۔ اسی طرح العقد الفرید اور الاغانی سے انہیں بہت لگاؤ تھا[17-ا] ابن العمید، ابن المقفع قدماء میں سے اور جبران، نعیمہ دورِ جدید میں سے آپ کے پسندیدہ اُدباء تھے[17-ب]

منفلوطی ۱۹۰۸ء تک منفلوط میں رہے۔ اس دوران آپ کا ہفت روزہ مضمون جریدۃ "المؤید" میں ہر سوموار کو شائع ہوتا تھا۔ آپ یہ مضمون منفلوط سے قاہرہ بھیجا کرتے تھے۔ یہ مضامین معاشرتی نوعیت کے ہوتے۔ ان میں آپ اپنے دور کے معاشرتی مسائل، سوسائٹی میں پائے جانے والے ظلم و ستم اور ناانصافیوں کو اجاگر کرتے اور اربابِ بسط و کشاد کی توجہ ان مسائل کے حل کی طرف مبذول کرواتے۔ بعد میں ان مضامین کو کتابی شکل میں "النظرات" کے نام سے یکجا کیا۔ یہ مجموعہ تین جلدوں میں دارالافاق الجدیدۃ بیروت سے شائع ہوا ہے۔[18]

منفلوطی جب تک منفلوط میں رہے، اپنی قیام گاہ پر ہر رات کو ایک ادبی محفل کا اہتمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ یہ محفل رات گئے تک جاری رہتی۔ آپ مہمانوں اور شرکاء کے لئے بذاتِ خود چائے بناتے، انہیں مختلف مشروبات پیش کرتے، ایسی مجالس میں اکثر امام غزالی کی احیاءُ العلوم کا درس ہوتا۔ فقہی و معاشرتی مسائل پر بحث ہوتی اور شرکاء کھل کر اپنا نقطہ نظر بیان کرتے۔ (۱۹)

منفلوطی اوائل عمر ہی سے حریت پسند تھے۔ معاشرتی اونچ نیچ پر آپ کا دل کڑھتا تھا۔ ظلم و زیادتی کے خلاف ہمیشہ آپ کا قلم اور زبان یکجا رہے۔ آپ ابھی الازہر الشریف میں زیر تعلیم تھے کہ عباس خدیو کے مظالم اور اس کی ناانصافیوں پر اس کے خلاف ہجویہ نظم لکھی جو "قدوم و لکن لا أقول سعید" کے نام سے معروف ہوئی۔ اس نظم میں ۲۰ اشعار تھے۔ منفلوطی کو حق گوئی کے جرم میں ایک سال قید اور ۳۰ مصری پونڈ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ آپ چھ ماہ تک قید میں رہے۔ بالآخر مفتی محمد عبدہٗ کی کوششوں سے بقیہ چھ ماہ کی سزا معاف ہوئی۔ (۲۰)

مفتی محمد عبدہ کی وساطت سے آپ سعد زغلول (۲۱) کے قریب ہوئے۔ رسالہ "المؤید" کے مالک شیخ علی یوسف سے بھی آپ کا تعلق مفتی صاحب کی وساطت سے ہوا۔ بقول احمد حسن الزیات:

"یہی تین شخصیات (مفتی محمد عبدہ، سعد زغلول اور شیخ علی یوسف) ہیں۔ جنہوں نے آبائی تربیت کے بعد منفلوطی کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور کامیاب ادیب بنانے میں حصہ لیا" (۲۲)

منفلوطی جیسا حریت پسند شخص وطنی سیاست سے کنارہ کش نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ نے "وفد پارٹی" میں شامل ہوکر اپنی سیاسی زندگی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اور سعد زغلول کی بھرپور حمایت کی۔ آپ کو معلوم تھا کہ سعد زغلول ہی وہ زیرک سیاستدان ہے جو انگریز کے سامنے سینہ سپر ہو سکتا ہے۔ (۲۳)

سعد زغلول نے جب وزارتِ تعلیم کا قلم دان سنبھالا تو انہوں نے منفلوطی کا تقرر محرر عربی زبان و ادب کے عہدہ پر کیا۔ (۲۴) جب سعد زغلول وزارتِ عدل میں منتقل ہوئے تو منفلوطی کو اپنے ساتھ لے گئے (۲۵) سعد زغلول نے وزارت المعارف کے ایک افسر DUNLOP کو منفلوطی کی قابلیت اور اہمیت کے بارے میں لکھا:

"ان الحکومة فی حاجة الی مثل مصطفی لطفی المنفلوطی ولیس هو فی حاجة الیها...... وخیر الحکومة ان یکون مثله فیها" (۲۶)

کہ منفلوطی کو حکومت کی نہیں بلکہ حکومت کو منفلوطی جیسے شخص کی ضرورت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، حکومت کی بہتری اسی میں ہے کہ منفلوطی جیسا شخص اس میں ہو۔

مصطفیٰ لطفی منفلوطی ایک عرصہ تک مصری پارلیمنٹ کے سیکرٹری رہے۔ وفات سے قبل آپ مصر کی مجلس الشیوخ (ایوان بالا) میں اعلیٰ عہدہ پر تعینات تھے۔ [۲۷] مؤرخین نے اس بات پر کہ "منفلوطی قبل از وفات کس عہدہ پر فائز تھے"؟ مختلف آراء کا اظہار کیا ہے:

احمد حسن الزیات کا خیال ہے کہ آپ آخری عمر میں وزارتِ حقانیہ میں سیکرٹری تھے اور ۵۰ سال کی عمر میں ۱۹۲۴ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ [۲۸] ادباء العرب کے مصنف نے مذکورہ رائے سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ منفلوطی آخری عمر میں مجلس الشیوخ (ایوان بالا) کے سیکرٹری رہے۔ [۲۹] ایک رائے یہ بھی ہے کہ منفلوطی کا پارلیمنٹ کے سیکرٹری کے عہدہ پر تقرر ہوا اور بوقتِ وفات آپ اسی عہدہ پر ہی تھے۔ [۳۰] راجح قول یہی ہے کہ منفلوطی پارلیمنٹ کے سیکرٹری کے عہدے پر متعین تھے کہ آپ کی وفات ہوئی۔ مشہور نقاد طاہر الطناحی نے اپنے مقالہ میں جو "الہلال" دسمبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا، منفلوطی کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی رائے کو اقرب الی الصواب قرار دیا ہے۔ [۳۱]

منفلوطی نہایت اعلیٰ اور بلند اخلاق کے مالک تھے اور عمدہ فکر رکھتے تھے۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ وہ اپنی زبان بڑی احتیاط سے کھولتے تھے۔ بحث و جدال سے ہمیشہ گریز کرتے۔ انہی اوصاف کی وجہ سے ان کی فکر کجی سے پاک رہی [۳۲] آپ بہت رحم دل، رحیم القلب اور دھیمے مزاج کے مالک تھے۔ انسان سوز مظالم پر انہیں سخت تکلیف ہوتی تھی اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی معمولی ظلم بھی دیکھتے تو اسے سامنے رکھ کر ایک دلخراش افسانہ لکھ ڈالتے [۳۳]

منفلوطی حد درجہ حساس تھے۔ معمولی سی بے راہ روی کو دیکھ کر ان کا دل مضطرب ہو جاتا۔ وہ وطن اور قوم کی خاطر سوچتے۔ اخلاقی اور دینی اصلاح کے لئے لکھتے اور اپنے ادب کا کبھی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ وہ غمزدہ اور مسکین لوگوں پر حد درجہ مہربان تھے۔ ان کے مصائب دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے۔ [۳۴]

آپ صحیح العقیدہ، پاک دل اور پاک نفس مسلمان تھے، اللہ وحدہ لا شریک پر پختہ ایمان رکھتے۔ جھوٹ، دروغ گوئی اور جھوٹی خوشامد سے کوسوں دور تھے۔ سچ کی خاطر بڑے سے بڑا ظلم برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ وہ اسلام پرست تھے اور اسلام پر ہونے والے حملوں کا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات کا بڑی شدومد کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ [۳۵] آپ کو موت پر پختہ یقین تھا۔ دنیاوی زندگی اور اس کی آسائش کو عارضی سمجھتے تھے:

ماأنا بأسف علی الموت یوم یأتینی، فالموت غایة کل حیی ولکنی
أری أمامی عالما مجهولا لا أعلم مایکون حظی منه.......... [۳۶]

"مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں، کیونکہ ہر زندہ چیز کا انجام موت ہے۔ میں اپنے سامنے ایک ایسی دنیا دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں کہ اس میں میرے ساتھ کیا ہوگا۔"

ایک مؤحد اور راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کے ناطے منفلوطی صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ سلاطین اور امراء کے دبدبے کو خاطر میں نہ لاتے۔ آپ کو غرباء، مساکین اور مصیبت زدہ لوگوں سے محبت تھی۔ جو کچھ بھی ہاتھ لگتا انہیں دے دیتے۔ خوب مہمان نواز تھے، لوگوں سے ملاقات کرتے وقت بیزاری یا اکتاہٹ کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ [۳۷]

آپ ۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت کر گئے [۳۸] وفات سے دو ماہ قبل آپ بیمار ہوئے۔ اسی دوران آپ کے ہاتھ اور زبان پر فالج کا حملہ ہوا پھر بیماری بڑھتی گئی تا آنکہ عید الاضحیٰ کی شام بعد از نماز مغرب آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا [۳۹] بیماری کے دوران آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ سے استغفار جاری رہا۔ آپ کے آخری کلمات، جو مؤرخین نے بیان کئے ہیں، یہ ہیں:

"صاح بلهجة صعید مصر آه........ آه یابوی.....! [۴۰]

احمد عبید نے اپنی تحقیق کے مطابق آپ کی تاریخ وفات جمعرات ۱۲ جون ۱۹۲۴ء بمطابق ۱۰۔ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ بتائی ہے [۴۱]

امیر الشعراء احمد الشوقی نے آپ کی وفات پر مرثیہ لکھا:

اخترت　یوم　الهول　یوم　وداع
و　نعاک　فی　عصف　الریاح　الناعی [۴۲]

اس قصیدہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس دن سعد زغلول پر حملہ ہوا، اسی دن منفلوطی فوت ہوئے۔

طاہر الطناحی نے اپنے مقالہ [۱-۴۳] میں آپ کی تاریخ وفات جولائی ۱۹۲۴ء کو ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔ تعلیمی سفر کے دوران جب ہمیں قاہرہ جانے کا اتفاق ہوا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبرستان میں آپ کی قبر پر جانے کا موقع ملا۔ دعاء مغفرت مانگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

ادبی خدمات:

منفلوطی صاحبِ طرز انشاء پرداز تھے، وہ الفاظ کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرتے تھے۔ ان کے نثر پاروں کو پڑھتے ہوئے قاری محسوس کرتا ہے کہ وہ موسیقی سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ منظر نگاری ان کے ادب کا ایک اہم حصہ ہے۔ ان کا ادب قدیم اور جدید اسلوب کا حسین امتزاج ہے۔ وہ مشکل مضامین کو قاری کے قریب کر دیتے ہیں۔ ان کے ادبی معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے یورپی ادب کو مشرقی ادب میں منتقل کر دیا ہے۔[۴۳-ب] منفلوطی کا انداز تحریر اور بلیغ اسلوب اس بات کا غماز ہے کہ ان میں ادبی صفت وھبی تھی، کسبی نہیں[۴۳-ج]

منفلوطی نے اپنی تصانیف سے جدید عربی ادب کے سرمایہ میں بے بہا اضافہ کیا۔ اور جدید افسانہ نگاری کو بڑی قوت بخشی۔ آپ ان معدودے ادباء میں سے تھے جنہوں نے جدید عربی ادب میں مقصدیت کو داخل کیا۔[۴۳-د] جدید عربی ادب کو افسانہ اور ناول سے آشنا کرنے والوں میں منفلوطی کا مقام و مرتبہ سب سے ارفع ہے۔ آپ نے بالکل سادہ اور بے رنگ اسلوبِ نگارش اور ہمدانی و حریری کا مسجع و مقفی انداز تحریر چھوڑ کر ایک نیا اسلوب اختیار کیا جسے قارئین نے بہت پسند کیا۔ آپ کے اس اسلوب میں پاکیزگی، شیرینی اور حسن الفاظ کے ساتھ نہایت عمدگی درد والم کی تصویر موجود ہے اور نہایت دلکش انداز میں معاشرے کے عیوب کی نشاندہی کی گئی ہے۔[۴۴-ا] بایں ہمہ آپ کے طرز تحریر میں فرضی کردار[۴۴-ب] مبالغہ آمیزی[۴۵] قنوطیت[۴۶] الفاظ و معنی کی تکرار، جیسی فنی خامیاں بھی موجود ہیں[۴۷]

منفلوطی نے قیمتی تصانیف کا مجموعہ چھوڑا ہے۔ ان میں سے کچھ تو ان کی ذاتی تصانیف ہیں اور بعض کتب دوسری زبانوں کے ترجمے ہیں ان کی تصانیف میں سے:

النظرات: اس کتاب کا پہلا حصہ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ ازاں بعد اس کتاب کے مقالات تین مجلدات تک پہنچ گئے۔ یہ کتاب ان مقالات کا مجموعہ ہے جو منفلوطی "المؤید" کے لیے لکھتے تھے۔ ان مقالات میں منفلوطی نے معاشرہ میں پائے جانے والے مسائل پر اپنی رائے کا اظہار بڑے مدلل اور محکم انداز میں کیا ہے۔[۴۸]

مختارات المنفلوطی: یہ کتاب متقدمین کے ان اشعار و مقالات کا مجموعہ ہے، جن پر منفلوطی کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہِ انتخاب پڑی۔ یہ مجموعہ منفلوطی کے بہترین ادبی ذوق اور عمدہ انتخاب کا شاہد ہے۔ ۱۵- مارچ ۱۹۱۲ء کو پہلی مرتبہ یہ کتاب شائع ہوئی۔ (۴۹)

مجدولین: اصل کتاب (FRENCH) زبان میں ہے۔ منفلوطی نے اسے عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔ یہ کتاب دو دوستوں (لڑکا، لڑکی) کی عشقیہ داستان پر مشتمل ہے۔ نوجوان کا نظریہ ہے کہ خیرو سعادت، محنت اور جہد مسلسل میں پوشیدہ ہے جبکہ دوشیزہ کا خیال ہے کہ سعادت و خوشحالی مال و دولت سے آتی ہے۔ اس طرح ان کی مختلف آراء نے انہیں ایک دوسرے سے نہیں ملنے دیا (۵۰)

العبرات: یہ کتاب منفلوطی کے افسانوی ادب کا اہم حصہ (MASTER PIECE) ہے۔ یہ کتاب آٹھ افسانوں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے چار افسانے منفلوطی کے طبع زاد ہیں، جبکہ چار افسانے دوسری زبانوں کے ادب سے عربی زبان میں منتقل کیے ہیں۔ ان افسانوں میں نہایت ہی دلکش انداز سے معاشرتی مصائب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ (۵۱)

الشاعر: یہ مجموعہ یکم مئی ۱۹۲۱ء کو پہلی مرتبہ شائع ہوا، اس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قدرت کی عطا کردہ صفات، مال و جمال دونوں سے زیادہ مؤثر ہوتی ہیں۔ (۵۲)

الفضیلۃ: یہ کتاب ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تصنع اور بناوٹ سے پاک، فطرتی زندگی ہی سعادت کا باعث ہوتی ہے۔ یہ کتاب منفلوطی کی آخری کاوش تھی، اس کتاب کے آخر میں ایک قصیدہ بعنوان "بول و فرجینی" ہے جس کا آخری شعر ہے:

هكذا الدنيا و هذا منتهى

كل حي ما لحي من بقاء (۵۳)

فی سبیل التاج: (جون ۱۹۲۰ء) اس کتاب میں ان لوگوں کی جدوجہد کا ذکر ہے جو غاصبوں سے اپنی آزادی اور استقلال کے لیے لڑتے ہیں۔ (۵۴)

منفلوطی بطور شاعر:

ایک نثر نگار کی حیثیت سے منفلوطی کو جو اعلیٰ و ارفع مقام حاصل ہے، وہ مقام انہیں بطور شاعر نہیں ملا۔ تاہم منفلوطی نے بعض قصائد کہے جو ہجویہ، مدحیہ اور زمانے کی بے ثباتی سے متعلق و معاشرتی بے راہ روی کے بارے میں ہیں۔ ان کے ہجویہ قصائد میں سب سے مشہور قصیدہ وہ ہے جو انہوں نے عباس حذیو کی مذمت میں لکھا۔ (۵۵)

مدحیہ قصائد میں سے آپ کا قصیدہ جو آپ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۱ء کو محمد نجیت مدرّس منفلوط کو لکھا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہے۔

ملكت على الزهد الالوف و كلنا
الى قطر ة مما ملكت فقير... (۵۶)

استعمار کے خلاف اپنے ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:

الا راية للعدل في مصر تخفق
لعل مساعي دولة الظلم تخفق
الا صدمة للجو توقف سيره
فيجبر ذاك الكسر و الفتق يرتق (۵۷)

منفلوطی کا یہ شعر بھی بہت معروف ہے:

أيا عهد الشباب و كنت تندى
على أفياء سرحتك السلام (۵۸)

حواشی

۱۔ منفلوط، مصر کے صوبہ اسیوط کا ایک معروف شہر ہے، چینی (شکر) روئی اور انار یہاں کی مشہور پیداوار ہیں۔ المنجد في اللغة والا علام ص ۵۵۰، حموی ج ۵، ۲۱۴ —— ۲۔ زیات (مترجم) ۵۷۸، بروکلمان: ۱۹۶، شلبی ۱۱ —— ۳۔ احمد عبید: ۱ —— ۴۔ عمر فروخ —— ۵۔ گب (GIBB) ۲۶۳ —— ۶۔ شلبی: ۱۱ —— ۷۔ مصر کا ایک معروف صوبہ ہے۔ اسیوط کی معروف پیداوار کھجور، روئی گنا، خشخاش ہے۔ یہ شہر مصر کے قدیم شہروں میں سے ایک ہے۔ المنجد في اللغة والا علام تحت لفظ اسيوط ص ۵۰، حموی ج۱/ ۱۹۳ —— ۸۔ مصر کے معروف مصلح، سیاستدان اور بلندپایہ ادیب تھے۔ الوقائع المصرية اور العروة الو ثقی کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں اور بے شمار مقالات لکھے۔ ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ اسکندری ۲: ۳۰۱، المنجد فی الاعلام: ۳۶۹ —— ۹۔ احمد عبید: ۳ —— ۱۰۔ مصطفیٰ لطفی المنفلوطی —— ۱۱۔ لطفی المنفلوطی کی والدہ —— ۱۲۔ شلبی: ۱۱۔۱۲ —— ۱۳۔ ایضاً —— ۱۴۔ دیکھیے النظرات ج —— ۱۵۔ شلبی: ۱۱۔۱۲ —— ۱۶۔ ایضاً —— ۱۷۔ا۔ زیات: ۵۷۹ —— (۱۷۔ب) شلبی ۱۰۷ —— ۱۸۔ شلبی: ۱۴۔۱۵، ملاحظہ کیجیے، النظرات —— ۱۹۔ شلبی: ۱۵ —— ۲۰۔ شلبی: ۱۳، مجلہ انیس الجلیس شمارہ ۱۸۹۷ء —— ۲۱۔ مصر کی آزادی کے عظیم مجاہدین میں سے ہیں۔ آپ ۱۸۵۷ء میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔ اَزھر سے تعلیم حاصل کی۔ آپ ایک بڑے قانون دان اور عظیم سیاستدان تھے۔ ۱۹۲۴ء کے اوائل میں وزیراعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ علم دوست اور علماء کے قدردان تھے اور خطابت میں بے مثال تھے: اسکندری ۲: ۳۱۵، المنجد فی الاعلام: ۲۷۹ ـــــ ۲۲۔ زیات: ۵۷۹۔۵۸۰ ـــــ ۲۳۔ منفلوطی: ۶ ـــــ ۲۴۔ زیات: ۵۷۹ ـــــ ۲۵۔ احمد عبید: ۵ ـــــ ۲۶۔ شلبی: ۱۳ ـــــ ۲۷۔ ایضاً ـــــ ۲۸۔ زیات: ۵۷۹ ـــــ ۲۹۔ بستانی: ۲: ۱۹۴ ـــــ ۳۰۔ اسکندری: ۲: ۳۱۰ ـــــ ۳۱۔ الہلال شمارہ ۹ ۱۹۲۹ء ـــــ ۳۲۔ اسکندری: ۲: ۳۱۰-۳۱۱ ـــــ ۳۳۔ شلبی: ۷۷ ـــــ ۳۴۔ زیات: ۵۷۹ ـــــ ۳۵۔ شلبی: ۱۹ ـــــ ۳۶۔ ایضاً ۳۶-۳۷ ـــــ ۳۷۔ منفلوطی (۱): شلبی: ۴۰،۷۸ ـــــ ۳۸۔ دیکھئے نمبر ۲۸ تا ۳۱ ـــــ ۳۹۔ شلبی: ۱۲۳، ۱۲۴ ـــــ ۴۰۔ ایضاً: ۱۲۳ ـــــ ۴۱۔ احمد عبید: ۶ ـــــ ۴۲۔ احمد شوقی: ج ۳: ۹۴ ـــــ ۴۳۔ املاحظہ فرمایئے نمبر ۳۱ ـــــ (۴۳۔ب) احمد عبید: ۷۲-۷۳، ۹۲ ـــــ (۴۳۔ج) زیات بحوالہ شلبی ۱۰۷ ـــــ (۴۳۔د) عقاد: ۱۵۶ ـــــ (۴۴۔ا) زیات: ۵۸۰، شلبی: ۱۰۴ ـــــ (۴۴۔ب) ملاحظہ فرمایئے منفلوطی (۲): ۴۳۔ ذھب فلان الی اوربا...... ـــــ ۴۵۔ ایضاً: ۷۳: فرأى سماء تطاول السماء وطورا يناطح الجوازء وهضبة تشرف على الهضاب و سحابة تمر فوق السحاب وجبلا تحسر عن قمته العيون. .... ـــــ ۴۶۔ ملاحظہ کیجئے منفلوطی (۲): ۴ الاشقياء في الدنيا كثير- وليس في استطاعة بائس مثلي ان يمحو شيئامن بوسهم و شقائهم...... زیات: ۵۸۰ منفلوطی کے ادب پر قنوطیت اور اس کی تحریروں پر یاس و ناامیدی کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ حالانکہ منفلوطی کے مقالات، جو کہ النظرات کی زینت ہیں، زیات کے اس دعویٰ (قنوطیت) کی نفی کرتے ہیں۔ النظرات کے مقالات میں معاشرے کے تقریباً اکثر پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ـــــ ۴۷۔ زیات: ۵۸۰ ـــــ ۴۸۔ شلبی: ۳۵، اسکندری ۲: ۳۱۱ ـــــ ۴۹۔ ایضاً ـــــ ۵۰۔ ایضاً ـــــ ۵۱۔ شلبی: ۳۵ ـــــ ۵۲۔ ایضاً ـــــ ۵۳۔ ایضاً ـــــ ۵۴۔ ایضاً ـــــ ۵۵۔ اسکندری ۲/۳۱۱ ـــــ ۵۶۔ شلبی: ۴۳ ـــــ ۵۷۔ ایضاً ـــــ ۵۸۔ احمد عبید: ۵۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ